صراط المستقیم

یعنی

سکھوں کی مقدس کتب

رہ راس اور کیرتن سوہلا

کے مضامین کا

اردو مجموعہ منظوم

مصنفہ حضرت مولانا منظور حسن صاحب

سنہ ۱۹۲۷ء

قیمت عہ
محبوب المطابع الکٹرک پریس دہلی
پہلی بار ایک ہزار

زیبِ عُنوان

میں اپنی اس کتاب کو جس کے مضامین مقدس
گورو صاحبان کے انوارِ انفاس طیبات سے مستنیر ہیں ریاست عالیہ
جنید کے وزیر اعظم و دستور معظم عالیجناب ڈاکٹر بہاری لعل ڈھینگرا
صاحب سی۔آئی۔ای کے نام نامی سے معنون کرتا ہوا
سرمایہ اندوز فخر و مباہات ہوں ÷

دیباچہ

یہ چھوٹی سی کتاب سکھوں کی مشہور مقدس کتابوں رہ راس اور کیرتن سوہلا کے مضامین کا مجموعۂ منظوم ہے۔ اصل کتابیں قدیم پنجابی زبان میں ہیں جس میں سنسکرت کا عنصر غالب ہے اور اس لئے ان کا آسان کہنا مشکل ہے۔

جس طرح کتاب "جپ جی صاحب" کہ بانی مذہب حضرت گورو نانک صاحب کی چند نظموں کا مجموعہ ہے۔ صبح کی عبادت کے طور پر پڑھی جاتی ہے۔ اسی طرح رہ راس کا ورد شام کو اور کیرتن سوہلا کا رات کو سونے سے پیشتر کیا جاتا ہے۔

جب جی صاحب کا منظوم اردو ترجمہ مولوی سید حبیب صاحب اڈیٹر اخبار سیاست لاہور نے بطرز مثنوی شائع فرماکر دربار پٹیالہ سے گرانقدر انعامات حاصل کئے ہیں۔ میرے خیال میں کسی کتاب کا دوسری زبان میں برعایت الفاظ منظوم ترجمہ کرنا آسانی سے ممکن نہیں الفاظ کے منطوق صحیح کی نزاکت التزامات شعری کی سختی رعایت کو نہیں برداشت کرسکتی۔ ہرچند کہ میں نے حتی الامکان یہ کوشش کی ہے کہ ترجمہ کی رعایت کو کسی مقام پر ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ بہت سے اشعار ایک خفیف سی اصلاح کے بعد پہلے سے بہتر ہوسکتے تھے۔ لیکن محض بہ رعایت الفاظ اُن کو اسی طرح رہنے دیا۔ صرف بعض نظموں میں ایک شعر یا مصرعہ کی ترجیع کا تصرف محض التشدید کیلئے روا رکھا گیا ہے۔ تاہم یہ امر فضلاء زمانہ سے فیصلہ طلب ہے کہ میں کہاں تک اپنے ارادہ میں کامیاب رہا۔

بہرحال اگرچہ یہ کتاب دوسرے منظوم ترجموں کی طرح رہ راس

اور کیرتن سوہلا کا لفظ بلفظ ترجمہ نہیں۔ تاہم ان کتب کے مضامین سے باہر کوئی نئی بات اس کتاب میں نہیں ہے۔ یعنی صراط المستقیم اور اُس کے نغماتِ حمد کا مفہوم وہی ہے جو رہ راس اور کیرتن سوہلا کا۔ فرق صرف اسلوب بیان میں ہے۔ میرے کلام میں گرو صاحبان کے پُر از نکات و دقائق و معارف و حقائق کلام کا رنگ پیدا ہونا ناممکن تھا۔ اُن کے ہر لفظ کی تفسیر میں فلسفۂ الٰہیات کا ایک دفتر لکھا جا سکتا ہے کیونکہ یہ حضرات مملکت روحانیت کے بادشاہ ہیں اُن کا کلام بھی ملوک الکلام کا مصداق ہے۔

سب سے پہلے بادشاہ گورونانک دیو جی صاحب کے مذہب کے متعلق ہندوؤں اور مسلمانوں میں اختلاف ہے۔ کوئی اُنہیں مسلمان کہتا ہے اور کوئی ہندو سمجھتا ہے۔ لیکن میرے خیال میں وہ صوفیوں کے زمرۂ آزادگاں میں داخل تھے۔ اُن کا مجسمۂ روحانیت مذہبی تنگ خیالیوں کی زنجیروں سے قطعاً آزاد تھا۔ محض یا داِلٰہی

اُن کا مذہب اور ذکر و شغل اُن کا مشرب تھا۔

اس کتاب میں صرف چھ گورو صاحبان کے ملفوظاتِ معرفت ہیں۔ جن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام گورو صاحباں کی تعلیم بھی ایک ہی تھی۔ اِن کتابوں کے مضامین صرف حمد و ثنا و رضا و تسلیم و صبر و توکّل و ذکر و شغل و ذوق و شوق اور سب کی اصل وحدانیت پر مشتمل ہیں۔

یہ چھوٹی چھوٹی نظمیں مختلف پنجابی بحروں میں کہی گئی ہیں۔ انکے ترجمہ کے لئے مثنوی کا طرز آسان اور مفید ضرور تھا لیکن اس خیال سے کہ انسان کی طبیعت جدّت پسند اور بوقلمونی کی عاشق ہوتی ہے "صراط المستقیم" کی نظموں کو بھی مختلف بحروں میں لکھنا زیادہ مناسب سمجھا اور ہر ایک کیلئے جدا عنوانات تجویز کئے۔

"صراط المستقیم" کی تکمیل تسوید کے بعد اس کی اصلاح مضامین و اشعار کے لئے کسی فاضل گیانی اور سخنور کی ضرورت ہوئی لیکن

افسوس ہے کہ مجھ بوریا نشین و عزلت گزین کی رسائی بڑے بڑوں تک نہ تھی صرف ایک بھائی پر اکرم سنگھ جی صاحب گیانی بہتیک میرے فاضل دوست اور غایت درجہ کرم فرما ہیں جن سے میں نے رہ راس کو پڑھ کر سمجھا انہیں کو میں نے اپنی کتاب دکھلائی اُنہیں پسند آئی تب اس کی طباعت کا خیال کیا۔ علاوہ اس کے حسب ضرورت میں نے مکالف صاحب کا انگریزی ترجمہ گورو گرنتھ صاحب بھی دیکھا جناب دیا رام صاحب عاکف کے اردو ترجمہ سے مجھے کافی امداد حاصل ہوئی۔ اور میرے خیال میں عاکف صاحب کا اردو ترجمہ نہایت پر مغز ہے۔

ذیل میں اُن ارباب کرم کا نام لکھنا میرے لئے موجب عزت ہوگا۔ جنہوں نے اس منظوم ترجمہ کو چھپنے سے پہلے ملاحظہ فرما کر اظہارِ پسندیدگی کیا۔

جناب سردار گوبند سنگھ صاحب ممبر ہوم کمیٹی ریاست جیند۔

جناب سردار جنرل بلدیو سنگھ صاحب کمانڈر انچیف افواج ریاست *

جناب سردار کرنیل امر سنگھ صاحب * جناب پنڈت پرمانند صاحب ماہر

پولیٹیکل سکرٹری ریاست جنید * جناب سردار اوتار سنگھ صاحب -

جناب سردار شیر سنگھ صاحب گڈھ کپتان - جناب سردار مکند سنگھ صاحب

جناب سردار بلونت سنگھ صاحب - جناب سردار گوربخش سنگھ صاحب

جناب سردار حاکم سنگھ صاحب وغیرہم

یہ امر بالخصوص میرے لئے مایہ ناز و افتخار ہے کہ اس کتاب کو

عالیجناب حضور چیف منسٹر صاحب ریاست عالیہ جبند نے اپنے

نام نامی پر معنون کیا جانا منظور فرمایا ہے -

بعض محترم سکھ بھائیوں کو نفس ترجمہ سے اختلاف رائے

بھی رہا لیکن غالباً یہ پہلی بات نہیں مکالف صاحب کو بھی اس قسم

کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا جس کے جواب میں گورو ارجن دیو جی

کا یہ ارشاد کافی ہے - جو انہوں نے گورو گرنتھ کی بابت بھائی گورداس جی

کو فرمایا تھا سہ

سنسکرت ارترکن بھاشا   اس میں لکھ لینہ بدھی راشا
سبھ اُوپر پسرہ یہ بھائی   جم جل پر سو چکنتا پائی

یعنی ارباب عقل اس گرنتھ کو سنسکرت اور مسلمانوں کی زبان میں لکھ لیں۔ اور سب کے اوپر یہ اس طرح پھیل جاوے جس طرح پانی پر تیل

بہر حال میں نے جپ جی صاحب کے مضامین کا بھی اسی شکل میں ترجمہ کرنا شروع کر دیا ہے جس کا چھپنا اس کتاب کی پسندیدگی پر موقوف ہے۔

بالآخر مجھے گوربانی سے ناواقفیت اور شاعری میں ناکارہ محض ہونے کا اعتراف ہے۔ یقیناً صراط المستقیم کا نقش اول بہت سی اصلاحات کے قابل ہوگا۔ لیکن مجھے امید ہے کہ اہل ہنر اس کا نقش ثانی بہتر بنانے میں میری امداد فرمائینگے۔ فقط منظور احسن غفرلہٗ

اس کتاب کے متعلق جناب بھائی پراکرم سنگھ جی صاحب گیانی

کی رائے حسب ذیل ہے۔

میں نے اپنے فاضل دوست مولوی منظور احسن صاحب دہلوی

کی کتاب صراط المستقیم کو نہایت غور سے دیکھا۔ میرے خیال میں

رہ راس جی صاحب اور کیرتن سوملہ کے مضامین اور الفاظ کی رعایت

اس نظم ترجمہ میں امکان کے آخری درجہ تک کی گئی ہے مولوی صاحب

نے ایک بالکل اجنبی زبان کی نہایت مشکل کتاب کا منظوم ترجمہ کرنے

میں حیرت انگیز ذکاوت کا ثبوت دیا ہے +

میرے خیال میں یہ کتاب ان اصحاب کے لئے جو گورمکھی سے بالکل

ناآشنا ہیں اور شری گورو صاحبان کی تعلیم کو سمجھنا چاہتے ہیں نہایت

ہی مفید ہوگی +

سنگرور
۲۲۔ دسمبر ۱۹۲۶ء

پراکرم سنگھ گیانی
سنگرور
جیند سٹیٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا

حمد و ثنائے جناب باری

(بادشاہی اوّل)

۱۔ اونکار ست گور پرشاد

ہے وہ کیسا گھر ہے وہ کیسا در کہ جہاں پر تیرا قیام ہے
تو سنبھالے بیٹھا ہے خلق کو کہ جہاں میں تیرا انتظام ہے
تیرے ساز بجتے ہیں جا بجا تری راگ راگنیاں ہیں سب
ترا گاتے پھرتے ہیں گن سبھی کہ ترا ہی نغمہ تمام ہے

ترے در پہ آتش و آب و باد بھی دھرم راج بھی گاتے ہیں
جو فرشتے نیکی بدی کو لکھتے ہیں اُن کا بھی یہی کام ہے
تجھے برمّھا تجھے شیوجی اور تجھے دیوی دیوتا گاتے ہیں
راجہ اندر اپنا جما کر آسن تیرا جپتا کلام ہے
ہیں جو سنت سادھو جتی ستی ہیں ترے ہی دھیان میں ہر گھڑی
وہ شجاع و قانع مرد ہیں تری یاد اُن میں بھی عام ہے
تجھے پنڈت اور رشی سدا رہے گاتے ویدوں کے ساتھ تھے
ہیں جو حوریں خُلد کی دلربا انہیں یاد تیرا ہی نام ہے
تجھے گاتے ہیں یہ جہان اور جہانِ علوی و سِفلی بھی
یہ رتن جو تو نے بنائے ہیں ترا ذکر کرتے مُدام ہیں
ہے یہاں کی اڑسٹھ تیرتھوں کا بھی مدّعا ترا ذکر ہی
بڑے سورماؤں کا کام بھی ترا ذکر و شغلِ مُدام ہے
تری چار گونہ خلائق اور یہ جہان وارض وسما ترے

تری یاد کرتے ہیں سب کے سب کہ ہر ایک کا تو قوام ہے
یہ بھگت جو تجھ میں بسے ہوئے تجھے گاتے ہیں تجھے بھاتے ہیں
تری یاد ہی سے اُنہیں مُدام حصول لذتِ تام ہے
تجھے جانے گلتے ہیں کتنے ہی بھلا جانے احسن کیا کوئی؟
جہاں پہنچے نانک سے ولی۔ وہ بہت بلند مقام ہے



ذاتِ حق حق ہے لایزال ہے وہ — نام برحق ہے ذوالجلال ہے وہ
ہے وہ موجود و قائم و دائم — اُس نے سارا جہاں کیا قائم
ہے اُسی کی یہ ساری نیرنگی — خود تماشا ہے خود تماشائی
کرتا ہے وہ جو اُس کی ہو مرضی — اُس پہ حاکم بڑا نہیں کوئی
ربِّ ارباب شاہ شاہاں ہے — مالکُ الملک پاک یزداں ہے

نانک اُس کی رضا کے تھے خواہاں
احسن اس راہِ حق کا بن جویاں

شانِ مولا

(بادشاہیٔ اوّل)

یہ کہتی سُن کے ہے دنیا بڑی ہے شان مولا کی
مگر ہاں دیکھنے والوں سے پوچھو آن مولا کی
نہیں ممکن صفت، کیونکر کرے انسان مولا کی
زباں کھولی جنہوں نے نذر کر دی جان مولا کی

تری اللہ اکبر قدرتوں کا کیا ٹھکانا ہے
مقام بارگاہِ کبریا کو کس نے جانا ہے

لگا دی عقل ساری عاقلوں نے کھوج پانے میں
دُرِ بحرِ حقیقت کے لئے غوطے لگانے میں
تھے جتنے عالم و فاضل بڑے ماہر زمانے میں
رہے سب دم بخود قدرت کے تیرے کارخانے میں

تری اللہ اکبر الخ

یہ زہد و اتقا صدق و صفا اور نیکیاں ساری
تمام اللہ والوں کی بزرگی اور دینداری
بلا مرضی ترے انعام یہ سارے نہیں جاری
کبھی رُکتا نہیں سیلاب فضل و رحمتِ باری

تری اللہ اکبر الخ

کہے بے چارہ کیا کوئی کہ حیراں کہنے والا ہے
صفاتِ نیک سے اسے دِل بھرا اُس کا خزانا ہے
جسے چاہے وہ دے احسن کسی کا کیا اجارا ہے
بقولِ حضرتِ نانک یہ سب حق نے سجایا ہے

تری اللہ اکبر الخ



یادِ مولا

(بادشاہی اوّل)

حیات میری ہے یاد تیری تجھے بھلانا ہے موت میری
یہ بات حق ہے" نہیں ہے آساں کہ نام حق ہو زباں پہ جاری"
تمام غم کھائے جاتے ہیں جب کہ بھوک لگ جائے نام حق کی
خدائے برحق کا نام حق ہے نہ بھول بھائی نہ بھول بھائی

ثنائے نام خدائے برحق کسی سے تل بھر ہوئی نہ ابتک
بیاں نے کچھ بھی نہ پائی قیمت بیاں کر کے گئے ہیں سب تھک
نہیں بیاں پہ بزرگی موقوف اسکی اس میں ذرا نہیں شک
خدائے برحق کا نام حق ہے نہ بھول بھائی نہ بھول بھائی

نہ موت آتی کبھی ہے اُس کو نہ سوگ ہوتا کسی نے دیکھا
کبھی نہیں وہ کسی سے غافل وہ رزق رہتا ہے سب کو دیتا
صفات میں ہے وہ اپنی یکتا۔ ہُوا ہے ایسا نہ کوئی ہوگا
خدائے برحق کا نام حق ہے نہ بھول بھائی نہ بھول بھائی

ہے ذات جیسی بزرگ اُس کی بڑے ہیں انعام ویسے اُسکے
بنائے دن۔ رات اُسی نے احسن جو بھولیں مالک کو ہیں کمینے
جو نام حق کا نہ لے وہ کافر یہی تو نانک کے تھے عقیدے
خدائے برحق کا نام حق ہے نہ بھول بھائی نہ بھول بھائی



التجا

(بادشاہی چہارم)

ولی اللہ کامل رہبرِ حق مرد صادق سے ۔۔۔ تمنا عاجزوں کی ہے کہ نورِ نامِ حق بخشے
رفیقِ جان ہے نامِ خدا کیا مرشدِ مشفق! ۔۔۔ صراط المستقیم اپنی خدا کی حمد ہے اپنے
خدا والے ہیں وہ حاصل خدا کا ہو یقیں جنکو ۔۔۔ بڑی تقدیر ہے اُنکی لگن اُسکی جو لگجائے
خدا کے نام بن تسکین حاصل ہو نہیں سکتی ۔۔۔ سعادت یہ نہیں ملتی بجز فیضانِ صحبت کے
خدا سے اور خدا کے نام سے جو ہوگئے غافل ۔۔۔ بہت نزدیک ہیں وہ موت کے قسمت کے ہیں ہیٹے

مقدر سے ملا کرتی ہے احسن صحبتِ کامل
مبارک ہے جو پائے نورِ حق نانک کی صحبت سے



خطاب بہ دِل

(بادشاہی پنجم)

اے دِل ہے فکر کس کا والی ترا خدا ہے
پتھر میں بھی جو کیڑوں کو رزق بھیجتا ہے

وہ تر گئے الٰہی پائی جنہوں نے صحبت
مرشد کی فیضِ صحبت کا خوب مرتبا ہے

ماں باپ اور کُنبہ بیٹا ہو یا کہ بھائی
کوئی نہیں کسی کا سب کا وہی خدا ہے

جاتی ہیں سیکڑوں ہی کو سونپ چھوڑ کو نجیں
بچّوں کو یاں چُگاتا ہے کون؟ سونچتا ہے

اٹھّارہ سدّھیاں اور سب نعمتیں خُدا کی
مالک کی ہیں ہتھیلی پر سب کو دیکھتا ہے

نانک نے بھی نہ پائی احسن جو تھاہ اُسکی
قربان ہم ہوں اُس کے کیا شانِ کبریا ہے



صفات باری عزاسمہٗ

(بادشاہی چہارم)

مادی آلائشوں سے پاک بے پرواہے وہ
وہ محیطِ کل ہے لامحدود ہے اعلیٰ ہے وہ

یاد سب کرتے ہیں اس کی خالقِ برحق وہ ہے
جان کا مالک ہے سب کا پالنے والا ہے وہ

نیک بندو تم خدا کی یاد سے غافل نہ ہو
دُور کر دیتا ہے غم کو درد کھو دیتا ہے وہ

خود جو ہے مخدوم احسن خود وہی خادم بھی ہے
ایک نانک ہی نہیں سمجھا ہے کِس نے کیا ہے وہ؟

سب کے دل میں گھر ہے تیرا سب میں تو موجود ہے
سب میں ہے موجود لیکن پھر بھی نامشہود ہے

ایک کو داتا بنایا ایک کو منگتا کیا
تیری قدرت کا کرشمہ جابجا موجود ہے
بخشنے والا بھی تو ہی لینے والا بھی ہے تو
کیا صفت ہو ربِّ اعلیٰ تو تو لامحدود ہے
جس نے کی تیری عبادت اُس پہ نانکؔ ہیں فدا
اور سے کیا مُدعا؟ احسنؔ کا تو مقصود ہے

یاد کرتے ہیں تجھے جو سُکھ سے وہ دنیا میں ہیں
وِرد رکھتے ہیں ترا جو سرخرو عقبیٰ میں ہیں
موت کے پھندے کو توڑا رستگاری پا گئے
خوف سے خالی خیالِ ذاتِ بے پروا میں ہیں
حق کی طاعت کرنے والے ہوگئے واصل بحق
محوِ ذاتِ کبریائی رتبۂ اعلیٰ میں ہیں

کیا مبارک ہیں وہ احسن جن کو اس کا دھیان ہو

اُن پہ نانک ہیں فدا جو خواہش مولا میں ہیں

معرفت کے ہیں خزانے تیرے مولا بے شمار

تیرے عابد تیرے حامد تیرا چرچا بے شُمار

ہے ریاضت میں کوئی مصروف کوئی وِرد میں

ہر طریقے سے ہیں کرتے تیری پوجا بے شُمار

ہیں سمرتی شاستر کے پڑھنے والے کتنے ہی

کرم کھٹ کے کرنے والے روز مرّا بے شُمار

وہ ہی اچھے جن کے واں منظور احسن ہوں عمل

ہیں گُرو نانک کے اپدیشوں پہ شیدا بے شُمار

ہے ازل سے تیری ہستی تو ہی تو ہے اے خدا

خالق عالم ہے تو تجھ سے نہیں کوئی بڑا

ہر زمانے میں ہے تو ہی دائم و قائم ہے تو

ذات تیری سب سے اعلیٰ تونے جو چاہا۔کیا

ساری موجودات کو پہلے بنایا آپ ہی

پھر بنا کر اُس کو تو ہی کرتا رہتا ہے فنا

نانک اپنے خالقِ بیچوں کا گُن گاتے رہے

جاننے والا ہے احسنؔ سب کا وہ ہی بر ملا

ذکرِ مولا

(بادشاہی اوّل)

خالقِ برحق! مالک میرے   ہوگا وہ ہی۔جو تو چاہے

مِلتا ہے وہ۔جو تو دیدے   خلقت تیری سب ہیں تیرے

سب کے دل میں دھیان ہے تیرا

نام سے حاصل گیان ہے تیرا

تیری عنایت ہو جو کسی پر نام کے تیرے پائے جواہر
پاتے ہیں تجکو پیر و رہبر کھوتے ہیں تیجھے نفس کے لگ کر

آپ ہی جس کو۔ چاہے ملائے
آپ ہی جس کو۔ چاہے چھڑائے

سب کچھ تجھ میں سب کچھ تو ہی اور نہیں ہے تجھ بن کوئی!
جانداروں کو جان عطا کی کھیل ہے قدرت کا یہ تیری

واصلِ حق ہے قرب میں تیرے
چھوڑا جنھوں نے تجھ سے چھوٹے

کس نے حقیقت کو تری پایا؟ جس کو تو نے خود ہی بتایا
تیرا سدا گُن اس نے گایا تیری عبادت میں سکھ اُٹھایا

یادِ خدا کے کام میں ہر دم
محو اُسی کے نام میں ہر دم

آپ ہی تو ہے خالق سب کا کون ہے تجھ بن کرنے جوگا

سب کی خبر ہے تو ہی لیتا　　سب پر نظر ہے تیری مولا

احسن نانک سچ کہتے ہیں
راز گرو بن کب کھلتے ہیں

تزکیۂ نفس

(بادشاہی اوّل)

مقیم چشمۂ نام خدا کی　　گئی بجھ آگ نفس ناسزا کی
نہ اُٹھے پاؤں دیکھا ڈوبتے ہی　　پھنسے دلدل میں جو حرص و ہوا کی
خدا کو بھول بیٹھا کیا رہا پھر؟　　دلِ ناداں بڑی تو نے خطا کی
نہ ہوں میں تارکِ لذاتِ فانی　　نہ مجھ میں راستبازی ہے نہ پاکی
ازل ہی سے ہوں میں ناخواندہ جاہل　　کہ نادانی ہے مجھ میں انتہا کی

گرو نانک تھے اُن لوگوں میں احسن
نظر تھی جن کے اوپر اولیا کی[1]

---

[1] بعض لوگ اس کے آگے یہ بھی پڑھتے ہیں:۔　(صفحہ ۲۶ پر ملاحظہ ہو)

خطاب بہ انسان

(بادشاہی تجسیم)

خدا نے آدمی تجھ کو بنایا دیکھ او انساں
ملانے کا خدا سے خود خدا نے کردیا ساماں
نہیں ہے اور کوئی کام تیری شان کے شایاں
سوائے حلقۂ درویش و ذکر نام حق سُبحاں

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۵

جہاں کے مالک نے باندھ خنجر اُڑا دیا راکھش کا پھر سر
فلک سے پھولوں کا مینہ برسا کہا مبارک ہو سب نے آکر
زہے خداوندِ ہر دو عالم شریر سوز و غریب پرور
اکھل بھون کے بنانیوالے
بچالے خادم مجھے سمجھ کر

سرِ انجامِ عبورِ بحرِ محسوسات کر پہلے
حصولِ لذّتِ فانی میں باز آ عمر کھونے سے
ریاضت کی نہ ذکرِ حق نہ ضبطِ نفس کچھ رکھا
فرائض سے رہے غافل نہ اپنے دین کو سمجھا
نہ خدمت کی فقیروں کی نہ اپنے رب کو پہچانا
عمل سارے بُرے ہیں اور کام اپنے ہیں سب ادنا
گرو نانک کی احسنؔ یہ دعا تھی حق تعالیٰ سے
پنہ میں آئے ہیں تیری ہماری لاج تو رکھ لے



مناجات

(بادشاہی دہم)

ا۔ اونکار۔ واہگورو جی کی فتح

دستگیری میرے مولا کر مری　　دل کی پوری سب تمنا کر مری
دھیان میرا تیرے قدموں میں رہے　　پرورش کر میری اپنا جان کے
میرے سارے دشمنوں کو کر فنا　　اپنے ہاتھوں سے مجھے تُو لے بچا
میرا کنُبہ سارے خادم اور مُرید　　زندگی آرام سے کاٹیں مزید
اپنے ہاتھوں سے حفاظت کیجیو　　دشمنوں کو میرے غارت کیجیو
یا الٰہی میری پوری آس ہو　　تیرا ذکر و شغل تیری پیاس ہو
دھیان اوروں کا نہ ہو تیرے سوا　　ایک بس تو ہو مرا حاجت روا
سب رہیں آسودہ خادم اور مُرید　　کر فنا چُن چُن کے سب دشمن پلید
اپنے ہاتھوں سے مجھے لیجو سنبھال　　خوفِ وقتِ مرگ دل سے دو نکال

فضل دائم رکھ تو حالت پر مری
صاحب قدرت حفاظت کر مری

نگہبانی کر خدائے نگہباں
تو فقیروں کا ہے بیلی بیگماں

تو ہے ظالم سوز اور عاجز نواز
چودہ طبقوں کا ہے تو ہی کارساز

برمھا بشنو اور شیو پیدا کیے
ہر زمانے میں تماشے ہیں ترے

جس نے شیو جی کو دیا جوگی بنا
وید والا برمھا پیدا کیا

جس نے کی آراستہ کل کائنات
ہے وہی مسجودِ مخلوقات ذات

مردم عالی گہر دیو و ملک
سب کا خالق ہے وہی بے ریب و شک

اوّل و آخر اسی کو جانئے
ہادئے برحق اسی کو مانئے

سجدہ زیبا ہے اسی کی ذات کو
جس نے زینت دی ہے مخلوقات کو

اولیا کو دی نجاتِ جاوداں
اشقیا پر آئی مرگِ ناگہاں

دل کے ہر گوشے میں اس کو راہ ہے
نیک و بد کے حال سے آگاہ ہے

ہاتھی سے لے چیونٹی تک جانور
سب پہ ہے اُس کی عنایت کی نظر

خوش فقیروں کی وہ دلداری سے ہے　　اور ناخوش بس دل آزاری سے ہے
سب کے درد اور دکھ سے وہ آگاہ ہے　　پردے پردے میں اسی کو راہ ہے

خالقِ عالم نے جب چاہا کہ ہو　　مختلف شکلیں دیں مخلوقات کو
اور جب چاہا کہ لے واپس بلا　　ہو گئے اجسام سب اس میں فنا
اپنی اپنی فہم سے ہر شخص نے　　اس کی ہستی کے جدا معنے کئے
لیکن اسکی سب سے بالاتر ہے شان　　جانتے ہیں اس کو وید اور ودّوان
قادرِ مطلق۔ صمد۔ قائم بذات　　اول و آخر وہ لم یولد صفات
اس کو کرتا ہے بیاں ناداں کوئی　　جس کے بھیدوں کو نہ پہنچے وید بھی
پتھروں میں ہیں جو اس کو مانتے　　کچھ نہیں وہ ہائے ناداں جانتے
راز اس غیرِ مجسّم کا نہ پا　　سمجھے ہیں مہادیو کو اپنا خدا
عقل کی جتنی رسائی رکھتے ہیں　　اس کی ہستی کو بیاں سب کرتے ہیں
قدرتِ خالق نہ سمجھا کوئی بھی　　کس طرح اور کس سے یہ خلقت بنی؟

ذات واحد ہی کے ہیں مظہر تمام — بینوا ہو۔ یا شہِ عالی مقام
یہ دَوَاب وطیر وحشرات ونبات — ہے اُسی کی خلق ساری کائنات
شادراجہ بن کے بیٹھا ہے کہیں — اور شنکر بن کے رہتا ہے کہیں
حیرت افزا ہے یہ ساری کائنات — جلوہ پیرا ہے ازل سے اُسکی ذات
کر حفاظت میری تو اے ذوالجلال — ہوں نہال اب دوست دشمن پائمال
بر سرِ پیکار سب دشمن جو ہیں — ایک بھی زندہ نہ یہ ظالم رہیں
جس نے لی تیری پناہ اے ذوالجلال — اُس کے دشمن ہو گئے سب پائمال
جس نے سر قدموں پہ تیرے دھر دیا — اُس کا سب دُکھ دور تو نے کر دیا
موت کا کیا غم جسے ہو تیرا دھیان — ہے وہ محفوظ اپنے دشمن سے ہر آن
تو نے کی جس پر عنایت کی نظر — دم میں کر دی دُور کلفت سر بسر
نعمت و برکت سے گھر کو بھر دیا — اُس کے سائے کو نہ دشمن چھو سکا
جس نے تیری یاد کر لی ایک بار — ہو گیا آزادِ بندشِ روزگار
جس نے تیرا ورد رکھا ہو گیا — مفلسی وطعنِ دشمن سے رہا

ہوں پنہ میں تیری اے غالبؒ خدا　　مجکو اپنا ہاتھ دے کر لے اُٹھا

ہے مددگار تیری ہر گھڑی　　بے اثر ہو دشمنوں کی دشمنی [1]

---

[1] بعض لوگ ان اشعار کا ورد بھی اس کے ساتھ کرتے ہیں:۔

یہ گرنتھ احسان خالق نے کیا　　ختم با احسن وجوہ اب ہو گیا

ہر عذاب اور دکھ سے وہ کرتا ہی پاک　　اور سب بدخواہ دشمن کو ہلاک

جب وہ قادر مہرباں مجھ پر ہوا　　ختم میں نے یہ گرنتھ اس دم کیا

لوگ حسبِ مدعا پھل پائیں گے　　پھر نہ اُس سے درد دکھ پاس آئیں گے

سنے گونگا تو ہو پیدا زباں میں اسکی گویائی　　اگر ناداں سنے دل سے اُسے حاصل ہو دانائی

کبھی ہو درد دکھ اُسکو نہ خوف اسکے قریب آئے　　اگر کوئی کہے اکبار بھی منہ سے یہ چوپائی

خدایا مجھ پہ کرم کر کہ تیرا بندہ ہوں　　دل و زبان و جوارح سے تجکو یاد کروں

عرض حال

کبھی منا تا گنیش کو ہوں نہ دھیان مجکو کشن بشن کا

سنا ہے کانوں سے اُن کو میں نے مگر نہ پہچانا اور نہ جانا

تیرے ہی قدموں کی بس لگن ہے بچا نیو اے ہمارے مولا

کہ ذات تیری ہے نور مطلق میں ایک ادنیٰ غلام تیرا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳ پر ملاحظہ ہو)

ذوقِ وشوق[۵]

(بادشاہی سوم)

ایک اونکار ست گور پرشاد

میری ماتا ہے مجھے حاصل سرور زندگی ہادیٔ برحق ملا وہ معرفت حاصل ہوئی

---

۵ یہ حصہ کتاب کا ایک مستقل باب ہے۔ اس نظم کو آنند صاحب کہتے ہیں سکھوں کی تمام تقاریب پر اس کا ورد کیا جاتا ہے۔ ۱۲ مؤلف بقیہ حاشیہ صفحہ (۳۲):-

سمجھ کے اپنا مجھے بچالے جو ہاتھ پکڑی ہے رکھ سنبھالے

میں تیرا بندہ ہوں تو ہی پالے جہاں سے دشمن مرے اٹھالے

یہ تیغ اور دیگ میری دونوں رہیں زمانے میں یونہی جاری

مجھے نہ دشمن کبھی ستائیں۔ بر آئیں دل کی مرادیں ساری

تو میرا آقا میں تیرا بندہ۔ ہماری کر تو ہی پاسداری

تو احکم الحاکمیں ہے بے شک۔ غریب و مفلس نواز باری

پڑا ہے بندہ کرم کا خواہاں یہ ہار کر تیرے آستاں پر

سنبھال ہاتھوں سے بندہ پرور ہیں جتنے دشمن انہیں فنا کر

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

ملے سب راگ رتن پیدا ہوئی دل میں خوشی لیکے پروار اپنے آئی شبد گانے راگنی

نغمۂ حمد خدا ہے عاشقان حق کا کام
پاکے ستگورہی کو تھے نانک بھی بحسن شاد کام

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲)

ہمیشہ رکھتا ہوں میں مقدم خدائے برتر کا دھیان اپنے
اسی طریقہ پہ شعر کہتا ہوں ہر سلیقے سے شاعری کے
کرشن جی کی فراستوں کے بیان ہیں جو سمجھ میں آئے
اگر کہیں پہ خطا ہو کوئی سخن ور اس کو درست کرے
سنی یہ جو پائی تم نے لوگو گرو کی باتیں ہیں کیسی پیاری
خدا سے کتنا بڑا تعلق تھا پھر بھی اُن کو خودی نہ بھائی

وہی کہتا ہوں خلقت میں جو خود خالق نے فرمایا
کہ جس نے یادِ حق رکھی بالآخر خلد میں آیا
نہیں حق بندۂ حق سے جدا بے شک دوئی کیسی ؟
سما جاتی ہے دریا میں ہی اٹھ کر موج دریا کی

(بقیہ حاشیہ برصفحہ آئندہ)

اے دل اُس معبود سے وابستہ رکھ اپنے تئیں　　جس نے یہ دل بستگی رکھی اُسے کچھ دکھ نہیں

کارسازی دیکھ بن مقبول رب العلمیں　　بھول مت اُسکو کہ ہے وہ قادرِ کل بالیقیں

دل سے تھا نانک کا یہ احسن تقاضا بار بار

ہاں مدام اے دِل تو رہ وابستۂ پروردگار

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴) :-

خدا کے حکم سے دنیا میں پیدائش ہوئی میری

سُنا تا مختصر ہوں اب کہانی سب کو میں اپنی

کھڑا ہوا ہاتھ جوڑ کر میں جھکا کے خالق کے سامنے سر

کہا یہ پھر میں نے ہوگا دنیا میں پنتھ جاری جو تو مدد کر

جو زاہد یاد کرتے ہیں تری آٹھ اٹھ کے روزانہ

ہے اُس کا آخرت میں پھل نجات اور تیرا ملِ جانا

ہے رام کی کتھا یہ زمانے میں سب پہ فاش

سارى اجودھیا کو ہوئے لے کے سُرگ باش

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

اے خداوندِ حقیقی۔ تیرے گھر میں کیا نہیں　　ہاں کسی نے بن دیئے تیرے تو کچھ پایا نہیں

تو بسا جس دل میں وہ حمد و ثنا بھولا نہیں　　شورِ انحد شبد کا سینے میں پھر چھپتا نہیں

دیکھ! احسنؔ کیا گرو نانک نے پائے مرتبے

کیا نہیں ہے اُسکے گھر میں سچ ہے جو کچھ کہہ گئے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵ :-

جو کوئی اس کتھا کو سُنے اور گائے گا　　دُکھ ہو کہ پاپ پاس بھی اُسکے نہ آئیگا

وشنو کی بھگتی کا سا وہ پھل پائیگا ضرور　　تکلیف اور رنج سب اُس سے رہینگے دُور

سمت وہ سترہ سو اور پچپن تھا بکرمی　　تاریخ نیک اساڑھ بدی ماہ کی وہ تھی

میں نے ہے یہ گرنتھ صحیح اس گھڑی کیا　　کر لیجیو درست جہاں پائیو خطا

نیترِ تنگ کے دامن میں اور ساحلِ موجِ ستلج پر　　یہ رام کتھا کا مضموں پورا کر دیا خالق نے کیسہ

میں تو اچھے بُرے کو جانوں ذکر نہ بحث مباحثا کا　　ہاں ہو گیا پورا سارا گرنتھ اب تھا فضلِ خالقِ برتر

کروڑوں ہی بشن اور شیو کروڑوں برمھا۔ اِندر

ہیں اُس قیوم بے پایاں کی سب ایک ذات کے اندر

بہت سے برن دیوتا اور کتنے چند رماں سُورج

سب اس ہستی کے اندر ہیں نہیں ہے اُس سے کچھ باہر

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

نامِ حق میری غذا ہے نامِ حق میری غذا | جسنے دی تسکین دلکو دور کر دی اشتہا
خرمی حاصل ہوئی سب مُدعا پورا ہُوا | مجھپہ ہیں کیا کیا کرم قربان مرشد کے گیا

ذکر میں احسن لگا دل ہے یہ نانک کا پیام

نامِ حق اپنی غذا ہو۔ بس دعا ہے یہ مُدام

شورِ انحد شبد ہے اس خانہ تن میں بپا | جس کی قسمت میں ہُوا انشاء قدرت رُونما
(ذکر اللہ)
اِن حواسِ خمسہ کو تونے ہی قابو میں کیا | اور موذی موت کو دی موت تجنے اے خدا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶) :-

جب پڑ گیا تیرے قدموں میں تب کون سمائے نظروں میں
جو رام رحیم کی باتیں ہیں قرآن میں اور پرانوں میں
یہ وید سُمرتی شاستروں میں ہیں جو عقیدے سب سے الگ
اے قادرِ مطلق تُونے کہا۔ میں کون ہوں کہنے والوں میں

تمام دروازے چھوڑ کر اب پڑا ہے در پر ترے ہی آ کر
تو لاج رکھ اس کی دستگیرا کہ ہے یہ گو بندہ تیرا چاکر

ہو اگر قسمت میں احسن قول نانک ہی ضرور
نام حق کی ہو لگن اور ذکر کا حاصل سرور

اے بلند اقبال سن بر آئے سب دل کے مرام
خالق برتر مٹائے سب دکھ ہوں شاد کام
مجھ کو مرشد سے ہوا حاصل ہے وہ بر حق کلام
سن کے خوش ہیں صاف باطن پاک ہوتے ہیں انام
ہادئ بر حق محیطِ کل ہے احسن جان لو!
اس کے قدموں میں مجھکو نانک کا کہنا مان لو!



علم حقیقت

(بادشاہی پنجم)

ہے تین چیزوں کا خوانِ نعمت صداقت و معرفت قناعت
ہے اس پہ نام خُدا کا امرت!
غذائے روحانی در حقیقت
جو کوئی بانٹے جو کوئی کھائے ضرور ہے وہ نجات پائے
یہ چیز چھوڑی کبھی نہ جائے
ہمیشہ راغب رہے طبیعت
جہاں سے احسنؔ عبور چاہو! تو حق کے قدموں میں سر جُھکا دو!
کہا ہے نانکؔ نے خوب سمجھو!
کہ ہے یہ کثرت ظہورِ وحدت

اعتراف عجز

(بادشاہی پنجم)

تیرے احسان کو میں نے مانا　　بنایا تو نے کیا مجکو توانا

میں ناکارہ حقیقت میں ہوں مولا　　ترا کام آگیا یہ رحم کھانا!

کرم ہے اور تیری مہربانی　　یہ فیض ہادی برحق کا پانا

خدا کا نام اُن کی زندگی تھی

گرُو نانک کو احسن تم نے جانا

بعض لوگ اس کے آگے اِن اشعار کا بھی ورد کرتے ہیں۔

صفحہ آئندہ پر ملاحظہ ہو۔

تسلیم و رضا

کسی کا کوئی نہیں جہاں پر وہاں محافظ ہے ذات تیری
جنین کا گرمئے شکم میں بھی ہاں نگہباں ہے ایک تو ہی

اجل بھی دیتی ہے چھوڑ اُن کو جو نام لیوا ہیں تیرے بندے
کلام ہادی سے پار ہونگے۔ ہے سخت دشوار بحر ہستی

لگی ہے جس کو کہ پیاس تیری اسی نے آب حیات چکھا
گن اپنے گوبند کا میں گاؤں ثواب کلجگ میں بس ہے یہی

ہے مہرباں ایک ذات تیری ہے سب کا حافظ بھی تو ہی ہر دم
کبھی نہ جائے گا تجھ سے محروم۔ جس نے تیری پناہ لے لی



تعلیم

(بادشاہی نیم)

تُم دِل سے خدا کی یاد کرو   اور اُس کا زباں سے نام جپو
اِن آنکھوں سے دیکھو ہادی کو   اِن کانوں سے اُس کا نام سُنو
لَو اپنی لگاؤ ہادی سے
ہو قربت بارِ الٰہی سے
یہ فضلِ الٰہی ہوتا ہے   جس پر کہ خُدا نے چاہا ہے
احسن یہ خدا کا منشا ہے   سچ نانک نے فرمایا ہے
ہیں شاذ ہی دنیا میں ملتے
جن کو کہ ملے ہیں یہ رُتبے

توکّل

(بادشاہی پنجم)

وہ حافظ اپنے بندوں کی حفاظت آپ کرتا ہے
پکڑ ہادی کے قدموں کو اسی سے کام سرتا ہے
وہ خود ہی مہرباں سب پر ہے دل سے مت بھلا اُسکو
بشر اچھّوں کی صحبت میں ہی غم سے پار اُترتا ہے
جو ہے محروم بدگفتار و بدکردار دنیا میں
وہ کوئی دم گزرتا ہے کہ خود بے موت مرتا ہے
گرو نانک کو تھا احسن اُسی کی ذات پر تکیہ
کہ جس کا ورد سب کے درد دُکھ کو دور دھرتا ہے

تمام شد

کیرتن سوہلا

یا

نغماتِ حمدِ باری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نغمات حمدِ باری

نغمۂ اوّل

(بادشاہی اوّل)

ایک اونکار ست گور پرشاد

جس گھر میں حمدِ حق ہو خالق کا تذکرا ہو
نغمے خوشی کے گاؤ یادِ خدا جُدا ہو
گاؤ اسی کے نغمے بے خوف ہے جو سب سے
اس راگنی کے صدقے جس کا مزا سدا ہو

جو سب پہ مہرباں ہے تیرا بھی نگہباں ہے
بے حدّ و بے گماں ہے اُس کا بیان کیا ہو؟

تاریخ و سنہ لکھے ہیں سب مِل کے تیل ڈالیں
احباب دیں دعائیں۔ تا وصلِ دلربا ہو

گھر گھر میں نت بلاوے ہیں داعئ اجل کے
نانک کی سُن کہ اب سے ذکر اس کا اخنا ہو

نغمۂ دوم

(بادشاہی اول)

چھ گرو اپدیش چھ اور چھ ہیں اُن کے شاستر
ایک وہ سب کا گرو ہر شکل میں ہے جلوہ گر

حمدِ حق جس گھر میں ہو اُس گھر میں رہ بابا مُدام
ہے یہی تیری بڑائی اور عظمت لا کلام

لحظہ۔ لمحہ۔ پل گھڑی۔ تاریخ۔ دن۔ ماہ۔ اور پہر
ایک سورج سے ہوئیں ظاہر یہ چیزیں کس قدر
اتنے موسم بن گئے احسنؔ یہ نانک نے کہا
یونہی سب شکلوں میں ہے وہ خلقِ کُل رُونما

نغمۂ سوم

(بادشاہیٔ اول)

فلک تھال ہے چاند سورج دیئے ہیں
ستاروں کے جھرمٹ یہ موتیوں سے ہیں
جو ہے دھوپ خوشبوئے کہسار ملیا
تو جھونکے ہوا کے چنور کر رہے ہیں
نباتات ہیں پھول بے غم سماں ہے
بتیری آرتی میں یہ سب خود لگے ہیں

بجا کرتے ہیں شبد انحد کے باجے

ہزاروں ہیں نظریں نہیں آنکھ پھر بھی

ہزاروں ہی شکلوں میں ہے ایک تو ہی

قدم ہیں ہزاروں خداوند تیرے

نہ ہے پاؤں تیرے نہ ہے ناک تیری

مگر پھر بھی ہے ناک تیرے ہزاروں

عجب بات ہے کچھ سمجھ میں نہ آئی

ہوا شیفتہ دیکھ تیرے عجوبے

ترے نور کا نور سب میں بسا ہے

تری روشنی کا یہ سب چاندنا ہے

ہدایات مرشد سے یہ نور پایا

جو بھائے تجھے تیری حمد و ثنا ہے

ترے چرن کنولوں کا بھنورا ہے نانک

یہ پپیا سا پپیہا کرم چاہتا ہے
تو احسن کو بھی نام حق میں بسالے

نغمۂ چہارم

(بادشاہی چہارم)

دل شہوت و غضب سے تھا معمور ہو گیا
فیضِ لقائے شیخ سے سب دُور ہو گیا
لکھا تھا یہ ازل سے کہ مرشد مجھے ملا
دِل حُبِ حق کے حلقے میں محصُور ہو گیا
عارفوں کے سامنے ہو دست بستہ ہے ثواب
واجب التعظیم کی تعظیم کرنا ہے ثواب
غافل کے دل میں خارِ خودی کا چُبھا رہا
ناآشنائے لذتِ عشقِ خدا رہا

ہر اک قدم پہ اُس کو ستاتی رہی خلش
سر پر ہمیشہ موت کا کھٹکا لگا رہا

جو فنا فی اللہ مردانِ خُدا ہو جاتے ہیں
خوفِ مرگ و زندگانی سے جدا ہو جاتے ہیں

جن کو ہوا وصال خداوندِ ذو الجلال
ارض و سما میں پاتے ہیں عزت وہ باکمال

محتاج ہیں ترے تو حفاظت ہماری کر
اعظم ہے ذات تیری خداوندِ ذوالجلال

اُس خدا کے نام پر تکیہ گرو نانک کو تھا
اس لئے احسنؔ انہیں آرام جاں حاصل رہا

نغمۂ پنجم

(بادشاہی پنجم)

سنو اے دوستو! یہ التجا ہے — کہ وقتِ خدمتِ اہلِ صفا ہے
کماؤ ذکر نامِ حق کی دولت — طریقہ یہ وہاں آرام کا ہے
گھٹی جاتی ہے لے دل عمر دن رات — بنا لے کام اگر مرشد ملا ہے
یہ دنیا ہے غریقِ موجِ افکار — مگر ہاں اہلِ عرفاں تیرتا ہے
کیا ذوق آشنا جس کو خدا نے — وہی یہ رازِ پنہاں جانتا ہے
وہی لے جاؤ جو آئے تھے لینے — گرو سے من میں مولا بس گیا ہے
سکونِ قلب سے پاؤ گے حق کو — نہیں مرتا جو اس طرح جیا ہے
محیط و غیب داں خالق خداوند — تو پورا کر جو دل کا مدعا ہے

یہ بندہ خاک پائے عارفاں ہو
گرو ناک کی احسنؔ یہ دعا ہے

تمام شد

تصحیح
۱۹۵۰ء

اعلان

کتاب جپ جی صاحب کا منظوم ترجمہ بھی

اسی رنگ میں زیر تسوید ہے اس کی اشاعت اس کتاب

کی مقبولیت پر موقوف ہے۔ امید ہے کہ عنقریب یہ کتاب آپ

کے ہاتھوں میں پہنچ جائیگا۔

کتاب کے ملنے کا پتہ

جناب مولانا محمد [illegible] احسن صاحب منشی فاضل سنگرور ریاست جیند

مصنف کتاب یا

عاجز سید ممتاز ہاشمی [illegible]

سے طلب فرمائیں

قیمت عمر

نغمۂ پنجم

(باد شاہی پنجم)

سنو اے دوستو! یہ التجا ہے　　کہ وقتِ خدمت اہلِ صفا ہے

کماؤ ذکر نامِ حق کی دولت　　طریقہ یہ وہاں آرام کا ہے

گھٹی جاتی ہے لے دلِ عمر دن رات　　بنا لے کام اگر مرشد ملا ہے

یہ دنیا ہے غریقِ موجِ افکار　　مگر ہاں اہلِ عرفاں تیرتا ہے

کیا ذوق آشنا جس کو خدا نے　　وہی یہ رازِ پنہاں جانتا ہے

وہی لے جاؤ جو آئے تھے لینے　　گرو سے من میں مولا بس گیا ہے

سکونِ قلب سے پاؤ گے حق کو　　نہیں مرتا جو اس طرح جیا ہے

محیط و غیب داں خالق خداوند　　تو پورا کر جو دل کا مدعا ہے

یہ بندہ خاکِ پائے عارفاں ہو
گرو نانک کی احسن یہ دعا ہے

تمام شد

اعلان

کتاب جپ جی صاحب کا منظوم ترجمہ بھی

اسی رنگ میں زیر تسوید ہے اس کی اشاعت اس کتاب

کی مقبولیت پر موقوف ہے۔ امید ہے کہ عنقریب وہ بھی آپ

کے ہاتھوں میں پہنچ جائیگا۔

کتاب کے ملنے کا پتہ

جناب مولانا [illegible] احسن صاحب منشی فاضل سنگرور۔ ریاست جیند

مصنف کتاب یا

عاجز سید ممتاز ہاشمی محلہ بھوجلہ پہاڑی دہلی

سے طلب فرمائیں

قیمت عہ ر